Saleem Khan Gimmi's *Chan Arboun Charrhya*: A Critical Study of Seerat Writing in Punjabi Islamic Literature

- Dr. Dilshad Rasool

Lecturer in Punjabi at Govt Graduate College (Boys), Shahkot (NNS).

kissana01@gmail.com

- Mamoona Naeem (M.Phil Urdu)

mamoona31868806@gmail.com

Abstract:

Seerat literature occupies a distinguished position within Islamic literary traditions, reflecting sustained scholarly and devotional engagement with the life and character of the Holly Prophet Muhammad (ﷺ). Punjabi literature has also contributed significantly to this tradition through works that present the Prophet's life, teachings, and exemplary character in a form accessible to Punjabi-speaking audiences. This study critically examines Saleem Khan Gimmi's *Chan Arboun Charrhya* as a notable contribution to Punjabi Seerat literature. The research analyzes the work from both scholarly and literary perspectives, with particular attention to Gimmi's treatment of the life and character of the Prophet Muhammad (ﷺ), his narrative approach, and the religious and moral dimensions embedded in the text. It further evaluates the position of *Chan Arboun Charrhya* within Punjabi Islamic literature and considers the extent to which the work fulfills the established requirements of Seerat writing. Through this critical assessment, the study highlights the significance of Saleem Khan Gimmi's contribution to the Punjabi literary tradition of representing the Seerat of the Prophet Muhammad (ﷺ). While also identifying the distinctive literary and devotional qualities of his work.

Keywords: Saleem Khan Gimmi; *Chan Arboun Charrhya*; Seerat Literature; Punjabi Islamic Literature; Prophet Muhammad (ﷺ).

دنیا کی تمام زندہ زبانوں میں لفظ سیرت عموماً حضور اکرم ﷺ کی مقدس زندگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسلامی ادب میں سیرتِ رسول ﷺ کا ناقابلِ بیان مقام کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ہمارے نبی پاک حضرت محمد ﷺ کی دنیاوی اور روحانی زندگی کے بارے میں جس قدر لکھا

گیا ہے، وہ اپنی جگہ ایک عظیم سرمایہ ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پوری انسانیت کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآنِ مجید میں حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ایک ایک پہلو کی حفاظت فرمائی اور اس کے بارے میں ضروری معلومات عطا کیں۔قرآنِ مجید میں حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے بارے میں بنیادی رہنمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ کے صحابہؓ اور بعد میں آنے والے لوگوں نے بھی آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے ہر پہلو کو نہایت احتیاط سے قلم بند کرنے کا بندوبست کیا۔ سیرت کے بارے میں روایات کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہےاور یہ علمی ورثہ اسلامی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔سیرت نگاری ایک ایسا مبارک موضوع ہے جس کے بارے میں دنیا کی تقریبا ہر زبان میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔عربی اس سلسلے میں عربی سب سے خوش نصیب ہے،اس کے بعد اردو اور پنجابی کا نمبر آتا ہے۔

"سیرت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لُغوی معنی طریق، راستہ اور زندگی کے حالات کے ہیں۔ عام طور پر سیرت کا لفظ حضور اکرم ﷺ کی مبارک زندگی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے آپ ﷺ کی زندگی کے حالات، اخلاق، اعمال اور واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جرمن مستشرق اسپرنگر موجب اسماء الرجال کے ذریعے پانچ لاکھ لوگوں کے حالات جانے جاسکتے ہیں۔علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ کی جلد اوّل میں بیان کرتے ہیں:

> "مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر ﷺ کے حالات اور واقعات کا ایک ایک حرف اس استقصا کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے،اور نہ آئندہ توقع کی جاسکتی ہے۔" (1)

سلیم خان گمی نے صرف ایک عاشقِ رسول کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان ادیب کی حیثیت سے بھی اپنے ایمان اور عقیدے کے تقاضوں کے مطابق "چن عربوں چڑھیا" تحریر کی۔ اس کتاب میں سیرت کے اہم واقعات کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے رہنمائی لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

"چن عربوں چڑھیا" پہلی مرتبہ قلات پبلشرز، کوئٹہ سے 1982ء میں اور دوسری جلد 1993ء میں سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے شائع ہوئی۔ دیباچہ وگدی ندی کے عنوان سے ڈاکٹر امان اللہ خان صاحب نے لکھا۔ اس کتاب کو سیرت نگاری کے موضوع پر ایک اہم تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے۔ کتاب کو 3 حصوں اور 2 ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔کتاب کے آغاز میں عرب کے قدیم حالات، بزرگوں کی زندگی اور ان کے کارناموں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا ذکر آتا ہے۔ سیرت نگاری کے اس طریقِ کار میں قدیم دور سے لے کر حضور ﷺ کے عہدِ مبارک تک کے حالات کو ایک مربوط سلسلے میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔سیرتِ رسول ﷺ کے بارے میں سب سے

معتبر ماخذ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ ہیں۔ مصنف نے سیرت کی مشہور کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے، جن میں بلاذری کی "انساب الاشراف"، ابن اسحاق کی "سیرتِ رسول اللہ" اور ابن ہشام کی "سیرت النبی ﷺ " شامل ہیں۔ مصنف نے واقعات درج کرتے ہوئے ضعیف اور غیر معتبر روایات سے حتی الامکان گریز کیا ہے۔مصنف کا مقصد صرف واقعات جمع کرنا نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے اوصاف اور تعلیمات کو اس انداز سے بیان کرنا ہے کہ قاری کے دل میں محبتِ رسول ﷺ اور دینی جذبہ پیدا ہو۔کتاب میں سیرتِ ابن ہشام، مطبوعہ بیروت، سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مصنف کے نزدیک سیرت سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو پوری دقت اور دیانت کے ساتھ بیان کیا جائے۔حضور ﷺ کی آمد سے پہلے عرب کے حالات، آپ ﷺ کی ولادت، خاندان، نسب اور بعثت کے آثار کا ذکر بھی کتاب میں کیا گیا ہے۔مصنف نے پنجابی میں اوّلین نعت گو شاعر بابا گورونانک صاحب جی کو مانا ہے،اس حوالے سے وہ بابا جی کا درج ذیل شعر بیان کرتے ہیں:

ص صلاحت محمدی لکھ تھیں آکھونت

خاصہ بندہ سجیا سر متراں ہومت(2)

بابا گورونانک کے بعد شاہ حسین لاہوری کا نام آتا ہے۔اس کے بعد حافظ برخوردار، نوشہ گنج بخش، مولوی غلام محی الدین قصوری سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ دائم اقبال دائم پر آکے ختم ہوتا ہے۔ ملک غلام سرور کنجاہی ہوراں حضور ﷺ کی سوانح عمری پنجابی میں لکھی۔ اسلوبِ نگارش حافظ جالندھری کے شاہنامۂ اسلام جیسا اور بحر ہیر وارث جیسی ،اور یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ ایم حبیب فاروقی نے "نبیاں دا سردار" نام کی کتاب 1942ء میں لکھی گئی۔اس کے بعد 1962ء میں حکیم عبدالحکیم نے شہر لاہور میں ایک اور کتاب "سچی سرکار" نام کی کتاب پنجابی نثر میں لکھی۔"چن عربوں چڑھیا" کا پہلا باب مکی زندگی کے عنوان کے ساتھ ہے اور اس کے ذیلی عنوان جھاتی، اک ہور جھاتی، قبائلی تنظیم، شجرہ، ولادت، مکّہ، ہم عصر سیاسی پس منظر، خاندانی پس منظر، بچپن، اِک سفر کئی سفر، حربِ فجار، حلف الفضول، چہرہ مبارک، چانن، ظلم دی داستان، تبلیغی دورے ہیں۔400 میں عیسائی راہبہ اتھریا کے مقدس مقام دیکھنے کی خواہش سے شروع ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش اور عرب کے جغرافیہ پر بھی بحث موجود ہے۔ مصنف نے ایک اچھے محقق کی طرح عرب کے تاریخی حالات کا ذکر کرتے ہوئے اس خطے کی جغرافیائی اہمیت بیان کی ہے۔یہ تحریریں عرب کے بدلتے ہوئے تمدنی حالات کا جائزہ لیتی ہے۔ وہاں کی ثقافتی، تاریخی اور جغرافیائی حیثیت کو واضح کرتی ہیں۔ ماحول اور حالات کے بدلنے سے معاشرے پر پڑنے والے اثرات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ماحول پر سیر حاصل بحث کی اور اس ماحول کو سنوارنے کے لئے حضور ﷺ اس دُنیا میں تشریف لائے۔اس کے بعد حضور ﷺ کا شجرہ نسب:

"عدنان، معد، نزار، مضر، الیاس، مدرکہ، خزیمہ، کنانہ، نضر، مالک، فہر، غالب، لوئی، کعب، مرّہ، کلّاب، قصی، عبد مناف، ہاشم،

حضرت عبدالمطلب اور عبداللہ۔"(3)

حضور ﷺ کی ولادت کے بارے دو تاریخیں 9 ربیع الاول اور 12 ربیع الاول درج کی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں تاریخیں معتبر سمجھتے ہیں۔ مکہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے مصنف بتاتا ہے کہ مکہ پہاڑی علاقہ ہے اور شہر کے چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ سطح سمندر سے اُنچائی 1000 فٹ ہے۔ آب وہوا گرم خشک ہے۔ قرآن مجید میں اس شہر کو مکّہ، بکّہ، اُم القریٰ اور بلد الامین کہا گیا ہے۔ حضور ﷺ کی ولادِ باسعادت کے وقت مکّہ کی آبادی ڈبلیو منٹگمری واٹ کی تحقیق کے مطابق 5000 تھی۔ اس کے ساتھ مسجد الحرام کے بارے میں بھی بتایا ہے کہ اس کے اندر خانہ کعبہ ہے اور کچھ فاصلے پر زم زم کا چشمہ ہے۔ مکّہ کے اندر نہر زبیدہ بھی بہتی ہے۔ غارِ حرا بھی مکّہ میں ہی ہے۔ خانہ کعبہ کے عقب میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ دفن ہیں۔ ہم عصر سیاسی پس منظر میں ابرہہ اور حضور ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب کے مکالمے بہت پیارے انداز میں نقل کئے گئے ہیں۔ عبد المطلب نے ابرہہ کو اپنے اونٹوں کے بارے میں جو جواب دیا اُس میں اپنی ذات پر اعتماد اور خُدا کی ذات پے بھروسہ نظر آتا ہے اور ابرہہ کی تاریخی شکست کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ حضور ﷺ کے دادا جان کا جواب کچھ یوں تھا:

"میں صرف اونٹاں دا مالک آں ایس واسطے اونٹ ای منگ سکناواں۔ خانہ کعبہ دا مالک رب اے اوہ آپ اوسدی حفاظت کرے گا۔۔۔۔۔ تُسیں جانو تے اوہ جانے۔"(4)

حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے پہلے عرب کے معاشرتی حالات، قبائلی زندگی، شرک، باہمی لڑائی جھگڑے اور دیگر برائیوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اسی پس منظر میں حضور ﷺ کی بعثت کو انسانیت کے لیے ہدایت اور اصلاح کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ کتاب میں حضور ﷺ کے سفر تجارت، کفار و مشرکین کے حالات اور بعض اہم جنگی و تاریخی واقعات کا بھی مختصر ذکر ملتا ہے۔ مصنف نے اختصار اور جامعیت کے ساتھ بڑے واقعات کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے آخری مرحلے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا واقعہ بھی سیرت کے اسی تسلسل میں بیان کیا گیا ہے۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر، مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات، نماز کی جماعت اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کو نمایاں کیا گیا ہے۔ مصنف نے نماز کی فرضیت، اذان، حضرت بلالؓ کی مؤذن کی حیثیت، قبلہ کی تبدیلی اور بیت المقدس سے خانۂ کعبہ کی طرف رخ کرنے کے واقعے کو بھی بیان کیا ہے۔ اسی سلسلے میں روزے کی فرضیت، زکوٰۃ اور دیگر اسلامی احکام کا ذکر آتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی اور اہلِ بیت کے بعض واقعات کو بھی سیرت کے بیان کا حصہ بنایا گیا ہے۔ غزوات اور جنگوں کے بیان میں مصنف نے ان لڑائیوں کے نام درج کیے ہیں جن میں حضور ﷺ بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔ جنگِ بدر کے واقعے اور مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات بھی بیان کی گئی ہیں۔

"ڈاکٹر برکت احمد دی روایت کے مطابق مسلماناں دی تعداد 314 سی۔ بیان کی گئی ہے، مولانا شبلی نعمانی 313 لکھدے نیں۔عام وی 313 داہندسہ اے پر موجود 314 سن۔"(5)

کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے خطبۂ حجۃ الوداع کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مصنف نے اسے اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس کے ادبی اسلوب کو خاص اہمیت دی ہے۔مصنف کے بیان میں سیرت کے واقعات کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کے اخلاق، اوصاف، کردار اور تعلیمات کو بھی نمایاں کیا گیا ہے، تاکہ سیرت محض واقعات کی فہرست نہ رہے بلکہ قاری کے لیے عملی رہنمائی کا ذریعہ بنے۔

ہجرت کے مفہوم اور اس کے دینی و تاریخی پس منظر کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ہجرت صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دین اور ایمان کی حفاظت کی خاطر قربانی دینے کا ایک عظیم عمل ہے۔ہجرتِ مدینہ کے دوران حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے جو مشکلات برداشت کیں، ان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس سفر میں تبلیغِ دین، صبر، استقامت اور توکل کے پہلو نمایاں کیے گئے ہیں۔مدینہ منورہ میں داخلے اور مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی تشکیل کے سلسلے میں مہاجرین و انصار کے تعلقات، مسجدِ نبوی اور نماز کے انتظامات کا ذکر کیا گیا ہے۔قبلہ کی تبدیلی کے واقعے کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ابتدا میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانۂ کعبہ کو قبلہ مقرر کیا گیا۔

"نومبر 623 نوں اک صبح حضور ﷺ مدینے توں باہر نماز پڑھ رہے سن، دو سجدے بیت المقدس وَل منہ کرکے کر چکے سن تے حضور ﷺ نے اچانک اپنا رُخ شمال توں جنوب وَل (مکّہ وَل) کرلیا۔ایسے کرکے ایس مسجد نوں مسجدِ ذو قبلتین کہندے نیں۔"(6)

مصنف نے سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے کوشش کی ہے کہ بڑے تاریخی واقعات کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا جائے۔ اسلوب میں سادگی، روانی اور اختصار نمایاں ہے۔ سیرت کے واقعات میں حضور اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک کے مختلف مراحل، اسلامی احکام کے نزول اور اہم تاریخی واقعات کو یکجا کیا گیا ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور دیگر فرائض کے ذکر کے ساتھ معاشرتی زندگی سے متعلق بعض احکام بھی بیان ہوئے ہیں۔مصنف نے ان جنگوں کی فہرست بھی دی ہے جن میں حضور ﷺ شریک ہوئے۔ غزوات کی تعداد کے بارے میں مختلف کتابوں میں مختلف اعداد ملتے ہیں، اور مصنف نے ان اختلافات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے مصنف نے خطبہ، دعا، اخلاق، عبادات اور معاشرتی تعلیمات کو بھی شامل کیا ہے۔ اس سے کتاب کا دائرۂ کار صرف تاریخی واقعات تک محدود نہیں

رہتا بلکہ دینی اور اخلاقی رہنمائی بھی سامنے آتی ہے۔سیرت نگاری کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے مصنف نے روایت، ماخذ اور واقعے کی صحت کا خیال رکھنے کی کوشش کی ہے۔

مصنف کے اسلوب میں روانی، سادگی اور جوش پایا جاتا ہے۔ ان کی نثر میں عقیدت اور محبتِ رسول ﷺ نمایاں ہے، اور یہی جذبہ کتاب کے بیشتر حصوں میں محسوس ہوتا ہے۔"چن عربوں چڑھیا" میں حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو ایک مسلسل داستان کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔کتاب کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ عاشقانِ رسول ﷺ کے دلوں میں محبت، عقیدت اور اتباع کا جذبہ پیدا کرنا بھی ہے۔مصنف نے سیرت نگاری کے بعض اصولوں کو ملحوظ رکھا ہے۔ان اصولوں میں درج ذیل باتیں نمایاں ہیں:

1۔اہم واقعات کے لیے قرآنِ مجید کو بنیادی ماخذ قرار دینا۔

2 ۔اختلافی روایات کی صورت میں معتبر اور قوی روایت کو ترجیح دینا۔

3۔ سیرت کے واقعات کے ضمن میں علت ومعلول کوڈھونڈنا لازمی ہے۔

4۔شہادت کے معیار اور واقعے کی صحت کو ملحوظ رکھنا۔

5۔سیرت نگاری میں اصل واقعے اور معتبر روایت کو ذاتی رائے پر ترجیح دینا۔

6۔ودیعت میں خارجی اسباب کے عمل دخل کی مقدار پر دھیان دیناضروری ہے۔

7۔ایسی روایات سے احتراز کرنا جو عام مشاہدے یا مسلمہ اصولوں کے خلاف ہوں۔

8۔کسی روایت کو بیاننے اور اس کا مفہوم بیان کرنے میں کوئی راوی غلطی کا مرتکب نہ ہو۔

9۔احادیث اور روایات کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب اور معتبر روایت کو قبول کرنا چاہیے۔

"چن عربوں چڑھیا" کے اسلوب میں بعض دوسرے سیرت نگاروں کے مقابلے میں اختصار نمایاں ہے۔ مصنف نے بعض جگہوں پر مختلف کتابوں کے اقتباسات اور تقابلی حوالے بھی دیے ہیں جس سے موضوع کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے بعض واقعات، صحابہؓ کے حالات اور غزوات کا ذکر بھی اسی تقابلی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ سیرت کی کتابوں میں غزوات کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے؛ مصنف نے بعض جگہ 74 اور بعض جگہ 87 کا عدد نقل کیا ہے، جبکہ خود ان کی فہرست میں 27 غزوات کا ذکر ملتا ہے۔کتاب کی نمایاں خوبیوں میں درج ذیل امور شامل ہیں:

1۔ سیرت نگاروں کا مختصر تذکرہ شامل کرنا۔

2۔ عربی اور اردو سیرت نگاروں کی روایات کا ایک اچھے محقق کی طرح ایک جگہ تقابلی مطالعہ کرنا۔

3۔ کتاب کو لکھتے وقت جلد بازی سے پرہیز کرنا۔

4۔ زبان کی درستگی اور سلاست کا خاص خیال رکھنا۔

5۔ اسماء الرجال کو جگہ جگہ مختصر شامل کرنا۔

6۔ جزئیات نگاری کے فن کو سلیقے اور اختصار کے ساتھ استعمال کرنا۔

7۔ اچھے بیان کے ساتھ عقیدت اور محبت کے پھول کھلانا۔

8۔ اپنی ذاتی تحقیق کو بلا جھجک لکھنا وغیرہ۔

مجموعی طور پر "چن عربوں چڑھیا" ایک ایسی سیرت کی کتاب ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو عقیدت، محبت اور ادبی اسلوب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پنجابی اسلامی نثری میدان میں بہترین تعمیری اضافہ ہے۔ زبان کی سادگی، بیان کی روانی، ترتیب اور واقعات کی جامع پیشکش اور انکی صحت، تاریخی تواتر اور تاثر جیسی خوبیوں نے پنجابی اسلامی سیرتی ادب میں اس کتاب کو اعلیٰ مقام دِلوایا ہے، جس کی یہ حقدار ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی سیرت اس انداز سے پیش کی گئی ہے جیسے حضور ﷺ کی شخصیت اور سیرت کے علیحدہ علیحدہ پہلو اپنی پوری تابناکی کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔ صرف آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات وہ مکمل اور کامل ذات ہے جسکی پیروی دنیا اور آخرت میں کامیابی کی روشن دلیل ہے۔ بقول حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال:

"ہو نہ یہ پھول تو بُلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دَہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اس نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے"(6)

الغرض مصنف نے سیرت کے اس مطالعے میں علمی و ادبی تحقیق کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یوں یہ کتاب پنجابی اسلامی ادب اور سیرت نگاری دونوں کے حوالے سے انمول شاہکار بن گئی ہے۔

حوالے:

1- Shibli Nomani, Suleman Nadvi Sirat-ul- Nabi. Jild 1 (Lahore: Maktaba Lasaniyaat,1975) 25

2- Gimmi, Saleem Khan. Chan Arboun Charrhya (Lahore: Sang-e- Meel Publications,1993) 25

3- Ibid, p:65

4- Ibid, p:75

5- Ibid, p:164

6- Ibid, p:147

7- Allama Iqbal,Dr. Bang-e-Daraan (Lahore: Sheikh Ghulam Ali,1972) 207